الیاسؒ میراں پوری

قافلۂ حریت کا سپہ سالار......شاہ اسماعیل دہلوی شہیدؒ

اس ملک کی آزادی کے لیے جو قربانیاں مسلمانوں نے پیش کی ہیں، کوئی دوسری قوم اس کی مثال دینے سے قاصر ہے۔۔لیکن افسوس ان مجاہدین اسلام کو یکسر فراموش کر کے ان کے مقابلے میں ایسے لوگوں کو پیش کیا جاتا ہے جن کا تحریک آزادی میں کوئی مثالی کردار نہیں۔ایمانیات سے عاری تاریخ دان جب تاریخ لکھنے بیٹھتا ہے تو ایسی برگزیدہ ہستیوں کا نام صفحۂ قرطاس پر لانے سے گھبراتا ہے جنہوں نے کلمۃ الحق کی ترویج واشاعت کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔

شہداءِ بالاکوٹ کا نام آتے ہی ہمارے سامنے ایک روشن اور درخشندہ تاریخ آ جاتی ہے کہ مجاہد کبیر حضرت سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ اپنے ہزاروں ساتھیوں کے ہمراہ کس طرح جامِ شہادت نوش کر گئے۔ ہماری تاریخ میں حضرت شاہ ولی اللہ کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں، ان جیسی نابغہ روزگار قد آور علمی شخصیت برصغیر میں تلاش کرنا ممکن نہیں۔ دین اسلام کی جتنی خدمت اس مردِ حریت نے کی، تاریخ میں ان کے ہم پایہ کوئی اور شخصیت نظر نہیں آتی۔ یہ حضرت شاہ ولی اللہ ہی کا کارنامہ ہے کہ آپ نے پہلی مرتبہ دنیا میں قرآن مجید کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔شاہ ولی اللہ نے مدینہ منورہ سے دورہ حدیث مکمل کر کے ہندوستان میں حدیث پڑھانا شروع کر دی۔تاریخ ہند میں آپ سے پہلے کسی نے حدیث شریف درساً نہیں پڑھائی تھی۔آپ کے چار بیٹے تھے۔جن کے اسمائے گرامی شاہ عبدالعزیز، شاہ عبدالقادر، شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالغنی (رحمہم اللہ) ہیں۔شاہ اسماعیل شہید کے والد ماجد کا نام شاہ عبدالغنی ہے۔حضرت شاہ ولی اللہ کے بڑے فرزند شاہ عبدالعزیزؒ نے قرآن کریم کی تفسیر فارسی میں لکھی۔شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین نے قرآن کا ترجمہ فارسی سے اردو زبان میں کر کے پوری دنیا میں اپنے علمی خاندان کی دھاک بٹھادی۔

اسی عظیم انسان کے پوتے کا نام حضرت شاہ اسماعیل دہلوی ہے۔جس نے اپنے مرشد و مربی حضرت سید احمد شہید کے رفیق فکر بن کر ہندوستان سے شرک و بدعات کا خاتمہ کرنے کے لیے اپنی ناز و نعم میں پلی قیمتی جان، جہادِ فی سبیل اللہ میں قربان کر دی۔شاہ اسماعیل شہید کی ولادت کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ایک روایت میں آپ کی پیدائش ۱۲/ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ مطابق ۲۹/اپریل ۱۷۷۹ء کو اپنے ننھیال ''پھلت''، ضلع مظفر نگر دہلی (انڈیا) میں ہوئی۔والد ماجد کا نام شاہ عبدالغنی اور والدہ محترمہ کا نام فاطمہ تھا۔آپ کی والدہ مولوی علاء الدین پھلتی کی صاحبزادی تھیں۔شاہ اسماعیل شہید نے اپنی ابتدائی تعلیم کا آغاز ۶ سال کی عمر میں اپنے والد ماجد سے کیا (جو ۱۶/رجب ۱۲۰۳ھ۔۲/اپریل ۱۷۸۹ء کو وفات

پا گئے)۔۱۶سال کی عمر میں تمام علوم قرآن، حدیث، تفسیر، فقہ تاریخ، ادب، ریاضی اور جغرافیہ کی استعداد حاصل کر لی۔ والد گرامی کی وفات کے وقت شاہ صاحب کی عمر صرف ۱۰برس تھی۔ آپ کے عم مکرم شاہ عبدالقادرؒ نے آپ کی تربیت کی۔ شاہ عبدالقادر کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی۔ صرف ایک بیٹی تھی جس کا نام زینب تھا۔ اس کا نکاح شاہ رفیع الدین کے فرزند عبدالرحمٰن عرف مصطفیٰ سے ہوا تھا۔ ان کی بھی صرف ایک بیٹی تھی، جس کا نام کلثوم تھا۔ شاہ اسماعیل کا نکاح انہی سے ہوا۔ اس طرح شاہ عبدالقادر کو شاہ اسماعیل سے کئی نسبتیں پیدا ہو گئیں۔ پہلی نسبت یہ تھی کہ شاہ عبدالقادر، شاہ اسماعیل کے حقیقی عم محترم دوسری نسبت کہ شاہ اسماعیل کو اپنا بیٹا بنالیا' تیسری نسبت یہ ہوئی کہ اپنی نواسی کا نکاح شاہ اسماعیل سے کر دیا۔ شاہ عبدالقادر نے اپنی زندگی میں اپنی پوری جائیداد حصص شریعہ کے مطابق اپنی صاحبزادی اور بھائیوں کے نام کر دی تھی اور ان کی اجازت سے ایک حصہ شاہ اسماعیل کو دے دیا تھا۔

شاہ اسماعیل شہید نے دعوتِ اصلاح و جہاد کا علم بلند کیا تو ملک کی عام کیفیت بعد کے دور سے یقیناً مختلف تھی۔ تاہم ان کی بے سروسامانی سے متفاوت نہ تھی۔ آپ اللہ کا نام لے کر اٹھے اور عزیمت و استقامت کے اعجاز سے وہ تحریک پیدا کی، جس کی شعلہ فشانی سے پچیس سال تک سکھوں اور ایک سو سال تک برطانیہ جیسی قوتِ قاہرہ کو مسلسل آتش زیر پا رکھا۔ یہ مقدس بزرگ پاک و ہند کے ایک دور افتادہ گوشے میں اپنے خونِ حیات سے مراد کے نقوش ابھارتے اور روشن مستقبل کے خط و خال سنوارتے رہے۔ آج کون اندازہ کر سکتا ہے کہ ان کے دلوں میں کیسے کیسے ولولے اور جذبے موجزن تھے۔ دماغوں میں کیسے کیسے انتظامی نقشے بسے ہوئے تھے۔ جن کی حیاتِ مستعار کا ایک ایک لمحہ ادائے فرض اور رضائے حق کے لیے وقف رہا۔ وہ لوگ ان کی عظمت کا اندازہ کبھی نہیں کر سکتے جو تسلیم و رضا کے صحیح مفہوم سے یکسر نا آشنا ہیں۔

شاہ اسماعیل شہید نے سید احمد شہید کی زیر قیادت ایک جیشِ حریت ترتیب دیا تاکہ ہندوستان میں موجود غیر اسلامی رسوم و رواج کا سدباب کیا جا سکے۔ اس وقت ہندوستان میں راجہ رنجیت سنگھ کی حکومت تھی۔ جس نے مسلمانوں کی زندگی اجیرن کر کے رکھ دی تھی۔ قتل و غارت گری بام عروج تک پہنچ چکی تھی، مساجد کی بے حرمتی روز کا معمول بن چکا تھا، لاہور کی بادشاہی مسجد کو گھوڑوں کا اصطبل بنا کر راجہ رنجیت سنگھ نے اپنی تباہی کا پرخار راستہ خود متعین کر دیا۔ جب امیر المومنین سید احمد بریلوی کو ان سنگین حالات و واقعات کا علم ہوا تو آپ نے اعلان جہاد کر دیا۔ اس وقت مسلمانوں پر افسردگی و بےچارگی طاری تھی۔ ان کے درمیان حکمرانوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ہنگامۂ مسابقت بپا تھا۔ یہاں تک کہ جہاد کی عزت و حرمت کے اندازہ شناس بھی بہت کم تھے۔ اکثریت اس کے نام ہی سے ہراساں و گریزاں تھی۔ سید صاحب کے اعلانِ جہاد کا مقصد و مدعا حصول آزادی اور غیر اسلامی و غیر اخلاقی رسومات کا خاتمہ تھا۔ آپ درس کے لیے کسی مادی معاوضے یا دنیوی منفعت کے کبھی طلب گار نہ ہوئے۔ جب مجاہدین کی یہ جاں نثار و جانباز جماعت فتوحات حاصل کرتی چلی گئی تو راجہ رنجیت سنگھ نے بذریعہ قاصد سید صاحب کو کہلا بھیجا کہ ''سید احمد مزید پیش قدمی نہ کرو' آدھی سلطنت لے لو لیکن

آگے نہ بڑھو!'' سید احمد شہید نے شیر کی طرح للکارتے ہوئے دلیرانہ جواب دیا کہ ''راجہ رنجیت سنگھ! میں گورنری کے لیے یہاں تک نہیں آیا بلکہ میں قوم کو تیرے جور وستم سے نجات دلانے کے لیے آیا ہوں۔''

جذبہ شہادت سے سرشار یہ جماعت مجاہدین اپریل ۱۸۱۳ء کو بالاکوٹ پہنچی۔ جہاں راجہ رنجیت سنگھ کی فوجوں سے سامنا ہوگیا۔ معرکۂ حق و باطل برپا تھا۔ مجاہدین دیوانہ وار سکھوں سے نبرد آزما تھے۔ راجہ رنجیت سنگھ کی فوجوں نے شب خون مارا۔ ۲رمئی ۱۸۳۱ء کو امیر المومنین سید احمد کو سجدہ کی حالت میں ان کی گردن کاٹ کے شہید کر دیا گیا۔ بعد ازاں دست بدست لڑائی شروع ہوگئی۔ شاہ اسماعیل شمشیر بکف چار دن تک سکھوں کی فوجوں کا مقابلہ کرتے اور دشمن فوجوں کو ناکوں چنے چبواتے رہے۔ لڑائی میں ایک شخص نے حضور اکرم ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کر دی۔ شاہ اسماعیل نے فرمایا کہ خدا کی قسم! اس وقت تک نہیں مروں گا جب تک تیری گردن نہ کاٹ دوں۔ وہ آدمی خوف زدہ ہوگیا۔ شاہ صاحب اس گستاخ رسول کے تعاقب میں تھے کہ عقب سے ایک دشمن فوجی نے تلوار کا زبردست وار کر کے انہیں شدید زخمی کر دیا۔ شاہ صاحب نے گہرے زخم کی پروا کیے بغیر برق رفتاری سے آگے بڑھ کر اپنی تلوار پوری قوت سے شاتم رسول کے سینے میں اتار دی، وہ چکرا کر گرا اور جہنم واصل ہوگیا۔ اس کے بعد شاہ صاحب اس دشمن رسول کے اوپر گرے اور شہید ہوگئے۔ یہ ۶رمئی ۱۸۳۱ء کا دن تھا۔

شاہ اسماعیل شہید کی تصانیف

شاہ اسماعیل شہید صرف مجاہد ہی نہیں کئی کتابوں کے مایہ ناز مصنف اور بہت بڑے عالم دین بھی تھے۔ شاہ صاحب نے مختلف موضوعات پر جو گرانقدر کتابیں لکھ کر عالم اسلام میں اپنا لوہا منوایا، ان کی فہرست درج ذیل ہے:

● ''ایضاح الحق فی احکام المیت والضریح'' (اہل علم کا بیان ہے کہ حقیقت بدعت میں ایسی کتاب آج تک نہیں لکھی گئی) ● منصب امامت ● عبقات ● تقویت الایمان ● تنوالعینین فی اثبات رفع الیدین ● اصول فقہ ● منطق میں ایک رسالہ ● صراطِ مستقیم کا پہلا حصہ

علامہ اقبالؒ نے شاہ اسماعیل شہیدؒ کے بارے میں فرمایا تھا:

''ہندوستان نے صرف ایک مولوی پیدا کیا اور وہ مولوی محمد اسماعیل شہید دہلوی تھے۔ اگر ان کے مرتبہ کا ایک اور مولوی ہندوستان میں پیدا ہو جاتا تو ہندوستان کے مسلمان ایسی ذلت کی زندگی نہ گزارتے۔''

آغا شورش کاشمیریؒ نے جب بالاکوٹ میں سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کے مزاروں پر حاضری دی تو یہ شعر بے اختیار ان کا وردِ زبان ہوگیا:

ہم گناہ گاروں پہ بالاکوٹ کا یہ قرض ہے
شرک کی بنیاد ڈھا دینا ہمارا فرض ہے